کردار کا غازی

مولانا محمد ادریس سلفی
مدرس جامعہ سلفیہ

ہر متغیر چیز فانی ہوتی ہے اسے ایک حالت میں روکنا نہ ممکن ہوتا ہے یہ کائنات متغیر ہے اسمیں خالق کا شہکار انسان بھی متغیر ہے اور فانی مگر کچھ لوگ اچھے کردار سے تا وقوع قیامت یاد رہیں گے اور یہی ''فلنحیینه حیوة طیبة'' ہے

کوئی یہاں کس قدر اپنا احساس دلاتا رہے گا یہ اس کے حسن کردار پر منحصر ہے روشنی اسقدر ہو گی شمع جس قدر پگھلے گی۔ بے رحم تاریخ زور زبان یا قد و قامت کے بجائے صرف کردار کو ماپتی ہے اور اسی کے مطابق بقا کا پروانہ دیتی ہے یہاں کچھ لوگ پیدا ہوتے ہیں مگر ''اموات غیر احیاء''

کچھ آتے ہیں مگر زیرو کے بلب کی طرح اپنی ذات سے نہیں تجاوز کرتے

خلقوا وما خلقوا المکرمة فکا نهم خلقوا وما خلقوا

رزقوا وما رزقوا سماح ید فکانهم رزقوا وما رزقوا

میاں صاحب مرحوم نے مال و دولت کی فراوانی میں آنکھ کھولی اور شاید اس لحاظ سے رشک کے قابل بلکہ محسود واقع ہوئے بایں ہمہ میاں فضل حق مرحوم نے دونوں صاحبزادوں کو اور خصوصا میاں نعیم الرحمان مرحوم کو اولیاء وقت اور عقابی نگاہ رکھنے والے اہل اللہ سے فیض یاب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جس کا تذکرہ میاں نعیم الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ اکثر اپنی مجالس میں کیا کرتے تھے۔

صحبت صالح ترا صالح کنند

میاں صاحب کا گھر اہل علم و فضل کیلئے ایک اجتماع گاہ کی حیثیت رکھتا تھا جس سے انہیں روحانی فیض اور کسب محاسن کا بہترین موقعہ میسر آتا رہتا راقم کو عرصہ پندرہ سال سے علاقہ گلیات میں سالانہ تبلیغی، تعلیمی، تربیتی، سیاحتی پروگرام کے انعقاد کی بناء پر میاں مرحوم کو قریب سے

دیکھنے کا موقع ملا۔

اس دوران اخراجات کا مسئلہ ہو یا تبلیغی کتب کی خریداری اور تقسیم کا یا وال چاکنگ ہو یا انعقاد اجتماعات کا کبھی مرحوم کی جانب سے مشورہ، بجٹ، بنفس نفیس شرکت، ذاتی گاڑیوں کا استعمال میں کمی ہونے کا احساس نہ ہوا۔

علاقہ گلیات میں طلبہ کے ساتھ خصوصی پروگرام میں شرکت کیلئے عموماً قیام گاہ پر بمع میاں فضل حق ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ رات گئے تک رکے رہتے اور ہر سال اپنی رہائش گاہ پر عمائدین علاقہ کی پر تکلف دعوت کے موقع پر تمام طلبہ کو تقریری مقابلہ یا مباحثہ کے جوہر دکھانے کا خصوصی اہتمام فرماتے۔

علاقہ بھر میں میاں فضل حق مرحوم کے توحیدی باغ کی آبیاری کے ساتھ ساتھ نئے نئے پودے بونا عمر بھر شغف رہا ہری پور، ایبٹ آباد اور بالاکوٹ سے خصوصی لگاؤ تھا شہداء و مجاہدین خصوصاً شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس مرکز پر جب تشریف لے جاتے تو ماضی کی یاد اور مستقبل کی تمنا پر عموماً آبدیدہ ہو جاتے، بلکہ اس علاقہ کے باسیوں سے بھی خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔

شاید ہی پاکستان کے جلیل القدر خطباء میں سے کوئی خطیب ایسا ہو جسے اہل بالاکوٹ نے پسند کیا ہو اور میاں صاحب نے اس طلب پر لبیک نہ کہا ہو۔

میاں صاحب مرحوم ایک سرمایہ کار ہونے کے ساتھ ساتھ اہل ثروت کیلئے خدمت دین میں بہترین مثال تھے۔ نہ جانے کتنے احباب ان کی توجہ پر کار خیر میں شریک ہو جاتے جن کی کمی آج جامعہ سلفیہ اور دیگر ادارے محسوس کر رہے ہیں۔

مسند علم ہو یا مسند تولیت عموماً دوسری نسل خوش قسمت ہی پُر کرتے ہیں اور یہ شرف بھی میاں صاحب کو حاصل تھا۔

آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆☆☆☆☆